بالکلیہ مجاز و مختار ہوگئی ہے۔ اب مرد کا اس بات پر اصرار کہ وہ ہنوز اس کا شوہر ہے۔ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اسے اس دعویٰ سے دستبردار ہو جانا چاہئے۔

قرآن مجید کی جس آیت میں خلع کا قانون بیان کیا گیا ہے۔ اس میں قاضی (جج) کے اختیارات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ (دیکھیے سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹) جب زوجین کا نزاعی معاملہ عدالت تک پہنچ جائے تو یقیناً اسے کسی حتمی یا قطعی فیصلہ پر بھی منتج ہونا چاہیے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب جج یا عدالت کو مجاز (اتھارٹی) تسلیم کیا جائے۔ اگر جج کو فقط اختیارِ سماعت ہو اور اختیارِ قضاءت نہ ہو تو یہ امر بجائے خود تحصیلِ حاصل یعنی فضول ہوگا۔ کیونکہ جب عدالت کسی فیصلہ کی مجاز ہی نہ ہوگی تو وہاں جانے کا فائدہ؟

وفاقی شرعی عدالت کے سابق جج جسٹس پیر کرم شاہ الازہری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

> ''عورت حاکم وقت کے پاس خلع کا مطالبہ کرے اور حاکم پہلے ان کی مصالحت کی کوشش کرے گا۔ اگر کامیابی نہ ہو تو خاوند نے عورت کو مہر میں جو کچھ دیا تھا، حاکم اسے لے کر خاوند کو واپس کر دے اور ان کے درمیان تفریق کر دے''۔
>
> (ضیاء القرآن، جلد اول، تفسیر زیر آیت ۲۲۹)

خلع کے مقدمات میں بالعموم مرد حضرات عدالتی نوٹس کے باوجود، عدالتوں میں نہیں جاتے اور جب تنسیخِ نکاح کا فیصلہ ہو جاتا ہے تو شکایت کرتے ہیں کہ فیصلہ یکطرفہ ہوا ہے۔ ہم تو شریک ہی نہیں تھے۔ یکطرفہ فیصلوں پر مردوں کا یہ استدلال انتہائی غیر معقول ہے۔ عدالت اگر کسی ایک فریق کو نوٹس بھیجے اور دوسرے کو نہ بھیجے تو پھر یہ استدلال قابلِ توجہ ہو سکتا ہے۔۔۔ حق یہ ہے کہ عدالت دونوں فریقوں کو یکساں نوٹس بھیجتی ہے۔ البتہ مرد حضرات بالعموم اس نوٹس کی تعمیل نہیں کرتے اور جب عدالت ان کی غیر موجودگی میں فیصلہ سنا دیتی ہے تو شاکی ہوتے ہیں۔ مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ عدالت کا فیصلہ محض ایک فریق کے شریک نہ ہونے یا اس کے دلچسپی نہ لینے سے غیر مؤثر نہیں ہو جائے گا۔ وہ بہر حال نافذ العمل ہوگا۔ ہمیں اپنی عدالتوں کے فیصلوں کا احترام کرنا چاہیے ورنہ عدالتوں کا شرعی، اخلاقی، اور قانونی وجود سب باطل ہو کر رہ جائے گا۔

....

نام کتاب: رسول اللہ ﷺ کا حسنِ تبسم
مصنف: مولانا محمد ابراہیم فیضی
صفحات: ۱۹۲ سن اشاعت: ۱۴۲۷ھ
قیمت: ۱۰۰ روپے
ناشر: مکتبہ فیضِ القرآن ۱۲، قاسم سینٹر اردو بازار کراچی
تبصرہ نگار: محمد اعظم سعیدی

مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب جب سے صاحبِ قلم ہوئے ہیں تب سے وہ ہیں اور قلم ہے، جس کے نتیجے میں چھ کتب بقلم خود منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ موصوف کے قلم سے جو جواہر پارے منظرِ عام پر آ رہے ہیں وہ حضور اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ میں سے کسی نہ کسی صفتِ محمودہ سے مرصع ہیں۔ موصوف کی نصف درجن کتب میں سے چند ایک جو باصرہ نواز ہوئی ہیں ان کے مطالعہ سے موصوف کی حضور اکرم ﷺ کی اداؤں سے عقیدت و محبت واضح جھلک رہی ہے اور یہ تصنیف بھی اسی زنجیرِ محبت کی ایک کڑی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ہر ادا عشاق کے لیے تبسم جانفزا ہے، آپ ﷺ کی عقیدت و محبت سے لبریز ہر دل آپ کی اداؤں پر فریفتہ ہے اور کہتا ہے کہ تیری ہر ادا پہ جاں فدا، تیری ہر ادا نے مزہ دیا۔ حضور اکرم ﷺ کا اندازِ تبسم ایسا دلکش و حسین ہے کہ جس پر صدیوں سے رطب اللسانی ہو رہی ہے۔ زبان اس تبسم کا ذکر کر رہی ہے اور قلم اس کو رقم کر رہے ہیں مگر تعریف کا حق پھر بھی ادا نہیں ہو رہی اور شاید قیامت تک نہ ہو سکے اس حسین و دلنشین اندازِ تبسم کے ذاکرین و راقمین کی صف میں برادر محترم مولانا محمد ابراہیم فیضی بھی ایک نرالے اور منفرد انداز میں شامل ہو گئے ہیں۔

طریقِ عقیدت و محبت کے اس سالک نے اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں کس قدر مجاہدہ کیا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے صحاحِ ستہ کے علاوہ تیس کے قریب تفاسیر، احادیث، سیرت، تذکرہ وغیرہ پر مشتمل کتب معتبرہ کی بالاستیعاب ورق گردانی کی ہے اور پھر جب ان کتب سے ماخوذ جواہر کو صفحۂ قرطاس پر رقم کیا تو جو جو جس چشمۂ آبِ حیات سے لیا ہے اس کا مکمل حوالہ بھی لکھ دیا ہے تاکہ پروانوں کو اصل ماخذ تک رسائی آسان ہو جائے اور اس میں ترتیب کا خاص خیال یہ رکھا گیا ہے کہ سب سے پہلے مقدمہ میں ہی قرآن و حدیث کی روشنی میں مزاح اور اس کی حدود کا تعین کر دیا گیا ہے اور ساتھ ہی تبسمِ رسول کے حوالے سے اسوۂ رسول ﷺ بیان کر کے تبسم کے آداب کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسکے بعد قرآن مجید میں جہاں جہاں مثبت یا منفی انداز میں ہنسنے کا ذکر آیا ہے اسے عنوان دے کر زیر کیا گیا ہے۔ جبکہ تحقیقی اور تائیدی ضرورت کے پیشِ نظر بائبل سے بھی مدد لی گئی ہے جیسا کہ حضرت